صنف مخالف کی مشابہت۔۔۔۔۔۔۔
ایک تباہ کن بیماری

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہی۔ (بخاری، ابوداؤد، رمذی ابن ماجہ)

> وزیر اعلیٰ یا گورنر زنانہ تعلیمی اداروں میں تقسیم اسناد کی تقریب میں مدعو کئے جاتے ہیں اور ڈراموں اور فحش کلچر پر حوصلہ افزائی کرتے نظر آتے ہیں اور بڑے شوق اور فخر سے غیر عورتوں کے ساتھ تصاویر اخبارات میں دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا یا اس کے رسول ﷺ کا کسی گناہ کے ارتکاب پر لعنت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے مرتکب نے ایک ایسا کام کیا ہے جو بحیثیت ایک بندے کے اسے قطعاً زیب نہیں دیا۔ اس نے مذکورہ گناہ کر کے اپنے آپ کو انسانیت کے مقام سے گرا لیا ہے۔ اور اللہ کے غیض و غضب کو دعوت دی ہے۔

لعنت رحمت کی متضاد صفت ہے۔ جو شخص موجب لعنت کام کرتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے اللہ کی لعنت کا شکار ابلیس ہوا۔ اس لئے جو شخص موجب لعنت کام کرے وہ صالحین کے رستے کو چھوڑ کر ابلیس کے طریقے کی پیروی کرتا ہے۔ جنت اللہ ہی کی رحمت کی ایک مجسم صورت ہے۔ جسے وہ اپنے ان بندوں کو عطا کرے گا جو اللہ کی رحمت حاصل کرنے والے امور بجالائیں گے لیکن جس نے اللہ کی لعنت والے کام کئے وہ جنت میں داخل نہیں ہونگے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ۱۔ والدین کا نافرمان ۲۔ دیوث ۳۔ مردنما عورت (نسائی، حاکم)

> نوجوان لڑکوں میں اپنے لہجے کو جان بوجھ کر خواتین کی طرح شیریں لوچ دار بنانے کی وبا عام ہے۔ وہ ایسے لہجے کے بل پر خود کو لڑکی ظاہر کر کے اجنبی خواتین کو ٹیلی فون پر تنگ کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے جوامع الکلم عطا کئے۔ تا قیامت پوری دنیا کے ہر انسان کیلئے آپ کے افعال و اعمال کو اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ آپ نے صنف مخالف کی مشابہت کرنے کو ایک ملعون فعل قرار دیا جس سے اس کے انسانی اخلاق اور ایمان کیلئے مہلک ہونے کا پتہ چلتا ہے دور جدید میں علم نفسیات کے محققین نے بھی صنف مخالف کی مشابہت کے عارضے میں مبتلا افراد کی ذہنیت پر بحث کی ہے جسے سب سے پہلے ایک جرمن ڈاکٹر میگنس ہرشیفلڈ نے 1935 میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ انہوں نے اس بیماری کو مخالف جنس، لباس پرستی Transvestism کا نام دیا اس بیماری کی علامات کے مطابق مرد کے دل میں یہ خواہش بیدار ہوتی ہے کہ وہ زنانہ لباس پہنے اور اپنے آپ کو عورت بنا کر پیش کرتے۔ ابتدا میں وہ تنہائی میں نسوانی آرائش اختیار کر کے آئینہ دیکھ کر لذت حاصل کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ لوگوں میں اس حلئے میں آنا شروع ہو جاتا ہے ماہرین نفسیات نے اپنی تحقیقات میں اس بیماری کی تشریح کرتے ہوئے اس کی تین اقسام کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ مخالف جنس لباس پرستی
Transvestism

اس بیماری میں مبتلا انسان مخالف جنس کے

لباس پہن کر تسکین حاصل کرتا ہے۔اس عارضے کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا بیمار شخص صرف مخالف جنس کا لباس پہن کر ہی جنسی تسکین حاصل کرتا ہے وہ مخالف جنس کے دوسرے رویے نہیں اپناتا۔

۲۔نوجوانوں میں جنسی تشخص کا عارضہ

(Disorder of psycho sexual identity)

یہ عارضہ نوجوانوں میں پایا جاتا ہے اسمیں مبتلا افراد اپنی جنسی انفرادیت کھو دیتا ہے۔لڑکی ہونے کی صورت میں وہ لڑکوں جیسی عادات، رویے، لباس اور چال ڈھال اپنالیتی ہے۔اور لڑکا ہونے کی صورت میں وہ لڑکیوں جیسی عادات، نسوانی رویے اور چال ڈھال پوشاک اور بناؤ سنگھار اپنالیتا ہے۔اس کی عام قسم وہ ہے جس میں نوجوان لڑکے نسوانیت کا لبادہ اوڑھے نظر آتے ہیں ۔تاہم یہ عارضہ لڑکیوں کو بھی ہوسکتا ہے۔

۳۔ مخالف جنس کردار پرستی

(Trans Sexualism)

یہ عارضہ مخالف جنس،لباس پرستی سے ملتا جلتا ہے۔تاہم اس میں مبتلا افراد اپنے جسمانی اظہار کو معیوب سمجھتے ہیں اس بنا پر وہ اپنے جسم کا اپریشن کروا کر جنسی اعضاء ختم کروا سکتے ہیں۔یا احتیاط سے چھپا لیتے ہیں اور پھر مخالف جنس کا کردار اور لباس بھی اپنا لیتے ہیں اس عارضے میں مرد اور عورت دونوں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

بیماری کی وجوہات

تحلیل نفسی کی روشنی میں اس بیماری کی درج ذیل وجوہات ہوتی ہیں۔

☆ فرد احساس کمتری اور عدم اعتمادی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆ وہ اپنے اصل صنفی روپ کو چھپا کر صنف مخالف کے روپ میں خود کو دیکھ کر ذہنی اور جنسی تسکین حاصل کرتا ہے۔

☆ صنف مخالف سے مشابہت اختیار کر کے اپنے لئے اسمیں جگہ پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ وہ صنف مخالف کی قربت حاصل کر کے جنسی لذت حاصل کر سکے۔

☆ ایسے لوگوں میں خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے۔وہ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے صنف مخالف کی مشابہت کا سہارا لیتے ہیں۔

☆ یہ کردار کی غیر متوازن اور غیر پختہ ہونے کی علامت ہے۔

☆ فرد صنف مخالف کے طور طریقے اور وضع قطع اپنا کر توجہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

☆ اس بیماری میں مبتلا لوگ ابنارمل ذہنیت کے حامل ہوتے ہیں۔

صنف مخالف کی مشابہت

ایک صریح دھوکہ

صنف مخالف کی مشابہت اختیار کرنا ایک ذلیل و مکروہ دھوکا ہے۔جسے اپنا کر فرد دیکھنے والوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ وہ مرد نہیں عورت ہے یا عورت نہیں مرد ہے۔اس طرح وہ دوسروں کو ہی نہیں خود کو بھی فریب دیتا ہے۔

ناشکری کا بدترین انداز

اس مرض میں مبتلا افراد اپنے خالق سے شکایت کرتا ہے کہ مجھے تو اپنا وہ روپ پسند تھا جو میں نے بہ تکلف اپنایا ہے اور مجھے تیری عطا کی ہوئی صنف پسند نہیں۔گویا ناشکری کا بدترین طریقہ ہے۔

اسلام میں اس جرم کے انسداد کی تدابیر

ایک دیہاتی خاتون کا خاوند فوت ہو گیا۔رواج کے مطابق اس کے میکے والے سوگ کیلئے آئے۔مرد حسب دستور تعزیت پر جمع مرد حضرات کے پاس چلے گئے عورتیں بین کرتے اور سینہ پیٹتے ہوئے میت کے چاروں طرف کھڑی ہوگئیں ایک خاتون کی آواز اتنی پردرد، اتنی پرسوز اور سحر انگیز تھی کہ سن کر حاضرین کی ہچکیاں بندھ گئیں کسی نے پوچھا مرنے والے سے ان صاحبہ کا کیا رشتہ تھا، جواب ملا یہ صاحبہ نہیں صاحب ہیں اور مرنے والے کی بیوی کے کزن ہیں۔یہ سننا تھا کہ گاؤں بھر میں شور مچ گیا کہ ایک مرد نوحہ کرنے میں عورتوں کی طرح گلے میں دوپٹہ، داڑھی مونچھ سے بے نیاز، چال ڈھال میں بھی خواتین کے مشابہ تھے ان صاحب نے خواتین کی مشابہت اختیار کر کے خود کو خاتون ظاہر کرنا چاہا۔وہ نامحرم خواتین کی مشابہت

داڑھی منڈوانا لوط علیہ السلام کی ہلاک ہونے والی قوم کا خاص فیشن تھا اور یہ عورت کی مشابہت کا سب سے بڑا اقدام ہے آپ ﷺ نے داڑھی منڈے ایرانی قاصدوں سے اسی وجہ سے منہ پھیر لیا تھا

اختیار کر کے خود کو خاتون ظاہر کرنا چاہا۔ وہ نامحرم خواتین میں خاتون بن کر گھس آئے اور خواتین نے بھی اسے اپنا ہم مشرب سمجھ کر قبول کر لیا۔ انہوں نے اس حرکت سے تمام خواتین کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔ یوں نامحرم کو اتین اس کی نگاہوں کا نشانہ لیکن شریعت کی نظر مین یہ کتنا سنگین جرم ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے۔ عہد رسالت میں ایک مخنث اکثر خواتین کے پاس آجایا کرتا وہ ہاتھ پاؤں میں مہندی لگاتا اور نسوانی انداز میں بات چیت اور اشارے کرتا۔ اسے پکڑ کر رسول ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ اس پر سخت غصے ہوئے اسے مدینہ سے باہر چراہگاہ نقیع میں بھجوادیا اور فرمایا: خبردار اب وہ کبھی شہر کا رخ نہ کرے۔ گویا آپ ﷺ نے اس جرم کو اتنا سنگین سمجھا کہ اس کے دوبارہ خواتین میں آنے کے امکانات کو یکسر ختم کر دیا۔

ماہرین نفسیات مخنت شاقہ کی تحقیق کے بعد جس نتیجے پر پہنچے ہیں اللہ تعالیٰ کے مکرم رسول ﷺ نے اس بیماری کا صدیوں پہلے نہ صرف انکشاف کیا بلکہ اس کے پھلنے اور پھولنے کے تمام امکانات پر اللہ کی لعنت جیسی سخت وعید سنا کر ایسی مضبوط باڑیں لگادیں کہ ایک متوازن، سلیم الطبع اور صالح کردار کا شخص اس رجحان کے قریب پھٹکنے کا بھی نہیں سوچ سکتا۔

صنف مخالف کی مشابہت علمائے اسلام کی نظر میں

رسول اللہ ﷺ کے مکتبہ علم و دانش سے بصیرت حاصل کرنے والے محدثین، فقہاء اور علماء بھی صنف مخالف کی مشابہت کے ایک مہلک جنسی عارضہ ہونے سے پوری طرح واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس سے متعلق تمام فرامین نبی ﷺ کو انہی ابواب کے تحت بیان کیا جہاں وہ مرد اور عورت کے لباس انکے درمیان شرم و حیاء اور ستر و حجاب کے اصول وضوابط پر مشتمل احادیث بیان کرتے ہیں۔

صنف مخالف کی مشابہت کے مہلک نتائج

صنف مخالف کی ایک علامت یا زیادہ علامات کو اختیار کرنا عام انسان کی نظر میں ایک بے ضرر عمل ہے۔ ایک عورت مردانہ لباس پہنے یا زنانہ، ایک مرد ریشمی بیل بوٹوں والے سوٹ زیب تن کرے یا خالص مردانہ وضع کے۔ اس سے بھلا فرد کی ذات پر کیا اثر پڑتا ہے؟ یا معاشرے میں اس سے کیا بگاڑ پیدا ہوتا ہے؟

عام انسانی سوچ اس رجحان کو اسی انداز سے دیکھتی اور سوچتی ہے لیکن اگر اس پر تھوری سی بھی سوچ و بچار کی زحمت گوارا کی جائے تو معاملہ اس کے برعکس نظر آئے گا۔ جب صنف مخالف کی ایک علامت اختیار کی جاتی ہے تو باقی لاشعوری طور پر خود بخود فرد میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو عورت مردانہ جوتے پہنتی ہے اس کی چال میں مردانگی آجاتی ہے۔ جو مرد عورتوں کا لب ولہجہ یا محاورے استعمال کرنے کا عادی ہے وہ عورتوں میں بیٹھ کر بات کرنا زیادہ پسند کرتا ہے جو عورت مردانہ پیشہ اختیار کرتی ہے ہم پیشہ مردوں سے سابقہ پڑنے کی وجہ سے وہ انہی کی حرکات عادات اور زبان اختیار کر لیتی ہے۔ گو اس میں اس کے شعور کا کوئی دخل ہی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت میں شکل وصورت کے لحاظ سے تو فرق رکھا ہی ہے۔ سوچ و جذبات، رجحانات اور عادات کے لحاظ سے بھی دونوں میں بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے ہر معاشرے میں چاہے وہ بت پرست ہو یا چاہے وہ توحید پرست لب ولہجہ، لباس، جوتے، بال بنانے

> عورت کا محرم مرد کے بغیر سفر پر نکلنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ حج کی تمام شرائط پوری ہوں مگر ساتھ محرم مرد نہ ہو تو حج جیسا عظیم فریضہ بھی ادا نہیں کر سکتی افسوس آج عورت جعلی محرم بنا کر حج کر رہی ہے تو یہ حج بھی قبول نہ ہو گا۔

اشارے کرنے، زبان اور محاورے غرض ہر چیز میں دونوں کی الگ الگ تخصیص موجود ہے۔

جو پیشے مرد کیلئے مخصوص ہیں ان کے لئے ہر زبان میں مونث کا صیغہ ہی........

جدید میں جب جمہوریت نے زبردستی مرد اور عورت کو یکساں اہمیت اور صلاحیت کا حامل قرار دیا تو ان مذکر ناموں کے ساتھ a lady کا اضافہ کرنا پڑا جیسے لیڈی کونسلر وغیرہ اس کے برعکس جو یا م مرد اور عورت دونوں سے متعلق چلے آرہے ہیں ان کیلئے مرد اور عورت کیلئے الگ الگ نام موجود ہیں۔ جیسے مصنف، مصنفہ ملازم ملازمہ، معلم معلمہ۔

دور حاضر میں دیگر جنسی اور نفسیاتی امراض کی طرح صنف مخالف کی مشابہت کا مرض بھی ایک

عام و باء کی طرح پھیل چکا ہے۔ اس رجحان نے معاشرے کی عام روایات کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان امتیاز کی جو واضح دیوار صدیوں سے قائم تھی وہ اچانک دھڑام سے نیچے گرادی گئی۔ مردوں کا کسی عورت کو دیکھتے ہیں نظریں جھکا لینا، کسی خاتون کے احترام میں گاڑی کی سیٹ چھوڑ دینا، عورتوں کا اجنبی مرد کا سایہ دیکھتے ہی چاروں طرف حجاب کا مضبوط حصار قائم کر لینا اور خاموش آواز اور چال کے ساتھ گزر جانا اب دقیانوسی زمانے کی بوسیدہ روایات کا روپ دھار رہی ہیں۔ شانہ بشانہ کی کوشش میں مخلوط معاشرہ اپنا پھن پھیلا چکا ہے۔

صنف مخالف کی مشابہت نے مخلوط معاشرے کو جنم دیا ہے یا مخلوط معاشرے نے صنف مخالف کی مشابہت کو جنم دیا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جس حد تک مخلوط معاشرہ، مخلوط تعلیم یا مخلوط ماحول ہوگا اسی حد تک صنف مخالف کی مشابہت بھی موجود ہوگی۔ طلباء کا طالبات کی طرح بناؤ سنگھار کرنا، چمکیلے بھڑکیلے کپڑے پہننا، چوڑیاں، کوکے، ہار، اور لاکٹ پہننا۔ بار بار آئینہ دیکھنا، بال بنانا، ناخن پالش، مہندی، مختلف خوشبویات اور کریمیں استعمال کرنا، لچکدار اور زنانہ لہجے میں بات کرنا، شوخ چشم ہونا اور مضحکہ خیز حرکات کرنا۔ اسی طرح طالبات کا طلباء کی طرح سائیکل اور کار چلانا کھیلوں میں بے حجابانہ حصہ لینا، مردانہ کپڑے پہننا، کمرہ تدریس میں مرد پروفیسروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا، مردانہ بوٹ پہننا، چشمہ لگانا، دوپٹے سے جان چھڑوانا، بیٹ کا استعمال کرنا لڑکوں کے ساتھ قدم ملا کر چلنا، یہ سب جنس مخالف کی مشابہت نہیں تو اور کیا ہے؟

مساوات مرد و زن صنف مخالف ھی کا ایک انداز

دور حاضر میں مرد و زن کی مساوات کا پرفریب جال بھی مشابہت ہی کی سیڑھی پر قدم رکھنا ہوا اب اس دور میں داخل ہوگا ہی ہے کہ عورتوں نے ہر شعبے میں مردوں کے مقبوضات پر تسلط حاصل کر لیا

> اگر مرد ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکاتا ہے تو یہ عورت سے مشابہت ہے اور اگر عورت اپنا کپڑا ٹخنے تک رکھتی ہے تو یہ مرد سے مشابہت ہے اور صنف مخالف کی مشابہت حرام اور لعنتی کام ہے

ہے۔ عورت جو نفس انسانی کی نرم و نازک کونپلوں کی نگہداشت کر کے انہیں ایک تناور درخت بنا کر معاشرے کے حوالے کرتی تھی اب وہ خود کو مرد آہن منوانا چاہتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف مرد حضرات اپنی داڑھی مونچھ کو صاف کر کے عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار کر کے ہزاروں لوازمات کیساتھ صنف نازک کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ ان کا کام جھاد زندگانی میں شمشیر و سناں کے جوہر دکھانا تھا۔

ھم جنس پرستی مشابھت کا ایک خبیث انداز

اب صنف مخالف کو اپنا شریک زندگی چننے کی بجائے اپنی ہی صنف کو شریک حیات بنانے کی غیر فطری روش چل پڑی ہے۔ جب ایک مرد، مرد سے یا عورت، عورت سے نکاح کرتی ہے ان دونوں میں سے ایک اپنے آپ کو صنف مخالف کی جگہ پر منواتا ہے۔ اور مانتا بھی ہے۔ یوں رب العلمین کے دیئے ہوئے پاکیزہ اصول ازواج کا منہ چڑانے کی گستاخی کرتا ہے۔ جنس مخالف کی مشابہت کا یہ ملعون اور خبیث انداز یورپ میں اسقدر عام ہو چکا ہے کہ اسے اللہ کی زمین پر خدا بننے والوں نے قانونی جواز بھی دے دیا ہے۔

اھل سدوم کے جانشین

یوں شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تحفظ کو پرانے زمانے کی فرسودہ روایات کہنے والے خود صنف مخالف کی مشابہت کرتے کرتے ہزاروں برس پرانی مغضوب و معتوب قوم اہل سدوم کی گلی سڑی اور خبیث و مکروہ لت میں گرفتار ہو گئے ہیں جس کے نتیجے میں ایڈز کی مہلک اور لاعلاج بیماری نسل انسانی کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ ہلاکت کی یہی وہ آخری سٹیج ہے جس سے بچانے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے صنف مخالف کی ہلکی سی مشابہت کو بھی موجب لعنت قرار دیا ہے۔

بیرونی تبدیلیوں سے اندرونی تبدیلیوں تک

صنف مخالف کی مشابہت اختیار کرنے کی بیماری ان افراد میں بھی پائی جاتی ہے جو اپنا زیادہ وقت صنف مخالف کے ساتھ گزارتے ہیں یا جن کا بچپن صنف مخالف کے ساتھ گزرا۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ جو لڑکی بھائیوں یا کزن لڑکوں میں پل کر جوان ہوئی وہ اپنا ذکر مذکر ضمیر کے ساتھ ہی کرتی ہے۔ لڑکوں جیسے کپڑے پہنتی اور انہیں کی طرح

کے کھیل کھیلتی ہے۔ یہی حال لڑکیوں میں پلنے والے لڑکوں کا ہوتا ہے۔ ایک فرد جب چال ڈھال وضع قطع یا حرکات وسکنات میں صنف مخالف کی نقل اتارتا ہے تو آہستہ آہستہ یہ چیز اس کی پختہ عادت بن جاتی ہے۔ جسے علماء نفسیات فطرت ثانیہ کا نام دیتے ہیں ان کی تحقیق کے مطابق فطرت وہ امور ہیں جو انسان کو جبلی طور پر ودیعت کئے گئے ہیں۔ جب ایک فرد خلاف فطرت عادات کو اپنا کر اپنے آپ کو دوسری فطرت میں ڈھال دیتا ہے تو اس کے خیالات، جذبات میلانات اور رجحانات پر صنف مخالف کے تمام طور طریقے غالب ہو جاتے ہیں۔ چونکہ دماغ ہی پورے جسم کے فکری وعملی عضلاتی و عصبی، سمعی، وبصری اور شہوانی وصنفی حواس کو اپنے تابع رکھ کر ان سے کام لیتا ہے لہذا صنف مخالف کی مشابہت کرنے والے افراد کے ان تمام حواس میں بھی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ یورپ جہاں عملی زندگی میں مردوزن کی تخصیص اب قصہ پارینہ بنتی جا رہی ہے۔ جہاں ہم جنس پرستی اپنے عروج پر ہے وہاں کے چند سنجیدہ دانش ور ایک تیسری جنس کے ظہور پر خاصے پریشان نظر آرہے ہیں لیکن شرم وحیا سے آزاد مغربی معاشرہ ان کی بات سننے کیلئے تیار نہیں۔ ایک امریکی مصنف اپنی تشویش کا اظہار یوں کرتا ہے۔

خواتین منیجروں نے بتایا کہ اس وقت تک انہیں وہ اختیارات اور پوزیشن حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ مردوں کی طرح کام کرنا نہ سیکھیں۔

بروم کے خیال میں یہ تبدیلی عورتوں کیلئے خطرناک ہوگی کیونکہ انہیں آثار نظر آرہے ہیں کہ ایسی عورتیں بہت زیادہ سخت مزاج اور مردانہ خصوصیات کی مالک بنتی جارہی ہیں اور اپنی ساری نسوانیت مٹاتی جارہی ہیں اس بے چینی کا اظہار انہوں نے اپنی کتاب the third sex میں کیا ہے۔ جو خواتین مردوں کی طرح کام کو ترجیح دیں گے وہ ایک تیسری جنس بن کر ابھریں گی۔ ان کے خیال میں ملازمت کی طرف راغب ہونے کے بعد وہ شادی اور اولاد سے گریز کر کے اپنی زندگی کے اصل مقصد سے فرار حاصل کر رہی ہیں۔

﴿اینڈریو ہیکر کی کتاب امریکی لوگوں کی شماریاتی تصویر بحوالہ﴾

☆شعاع شمارہ 1988 ترجمہ محترمہ زیب النساء رضوی☆

جو عورت، مرد بن کر گھر سے نکلی وہ جلدی ہی عفت وعصمت کے متاع گراں کھونے کیساتھ ساتھ پسپا ہو کر تنہائی، دل شکستگی اور تذلیل کی دلدل میں جا گری۔ جو عورتیں مردانہ معاشرے میں تھوڑا بہت جمی رہیں۔ وہ اپنی نسوانیت کو دبا کر صنف مخالف کی عادات میں وضع قطع کے بل پر ہی جمی رہیں۔ ایک انگریز مصنف نے ان خواتین کے بیانات پیش کئے ہیں جنہوں نے ایسی ملازمتوں کو اختیار کیا جو اس وقت تک صرف مردوں کیلئے مخصوص تھیں، مثلا پائپ فٹر ورکر وغیرہ۔ متعدد خواتین نے یہ ملازمتیں اس لئے چھوڑ دیں کہ انہیں سوسائٹی سے علیحدہ سمجھا جانے لگا۔ بعض نے ساتھ کام کرنے والوں کے فحش جملے اور شادی کی بے تکی پیشکشوں سے تنگ آکر نوکری چھوڑ دی۔ جو خواتین ان مشکلات کے باوجود جمی رہیں ان میں وہ عورتیں تھیں۔

☆جو گھر سے باہر رہنا پسند کرتی تھیں۔

☆جن کے والدین نے انہیں لڑکا بنا کر پرورش کیا۔

☆جن کے گھر میں بہت سے بھائی تھے۔

☆کچھ ایسی بھی تھیں جن کے شوہر انہیں اکسا کر اس میدان میں لائے۔

☆بہت سی تحریک نسواں کے نتیجے میں برابری کے شوق میں آئی تھیں۔

مشابہت سے گریز......
کن کن امور میں

اسلامی معاشرے میں صنف مخالف کی مشابہت کے رجحان کو کبھی پسند کی نظر سے نہیں دیکھا گیا بلکہ اسے قابل نفرت سمجھا گیا جو شخص صنف مخالف کی حرکات، عادات یا لباس اختیار کرتا اسے ماہی منڈا یا خسرا جیسے تحقیر آمیز لقب دئے جاتے۔ دور حاضر میں مسلمانوں نے جہاں دیگر احکام صنف مخالف برتنا شروع کر دی ہے وہاں دیگر ذہنی عوارض کی طرح

صنف مخالف کی مشابہت اختیار کرنے کی عملی تربیت دینے میں ہمارے تعلیمی ادارے پیش پیش ہیں وہ بچوں کو محمد بن قاسم اور سلطان ٹیپو جیسا مجاہد اور لڑکیوں کو فاطمہ الزہرا جیسی عفیف و پارسا بنانے کی بجائے ٹیبلو شوز اور ڈراموں میں ہیر رانجھا اور سسی پنوں بننے کی ایکٹنگ سکھاتے ہیں

صنف مخالف کی مشابہت کا مرض بھی عام ہوگیا ہے۔ شادی میں ایک تقریب پر ایک نوعمر لڑکا دیکھا گیا کہ وہ بڑے سلیقے سے کرسیاں سجا رہا ہے اور کھانا میز پر چن رہا ہے کسی کی زبان سے نکل گیا کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے۔ بڑی سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے۔ اس سے پیچھے سے آواز آئی کہ میاں کیا فرما رہے ہیں یہ میرا لڑکا نہیں میری لڑکی ہے۔ ان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ان صاحب کے سراپا پر ایک نظر ڈال کر کہا معاف کیجئے گا مجھے معلوم نہیں تھا آپ اس کی والدہ ہیں فوراً جواب ملا میاں صحیح دیکھا کیجئے میں اس کی والدہ نہیں والد ہوں۔

صرف ایک تقریب ہی کا قاعدہ نہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں لباس، جوتے، بالوں کی تراش خراش، حرکات وسکنات کے لحاظ سے مرد اور عورت کی پہچان ختم ہوتی جارہی ہے۔ خصوصاً بچوں اور نوجوانوں میں یہ تمیز کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟

صنف مخالف کی مشابہت سے بچنے اور مرد عورت کی تخصیص قائم رکھنے کیلئے جو حدود اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے قائم کی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

لباس:

رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہیں۔ (نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث کے پیش نظر مرد کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ زنانہ کپڑے پہنے مثلاً بلاؤز، غرارہ، فراک، زنانہ ساخت کی شلوار قمیص کرتہ، پاجامہ، وغیرہ۔ اس طرح خواتین کیلئے مردانہ سلائی کٹائی والے کپڑے پہننا، جیکٹ، ٹوپی، پتلون، جینز، شرٹ مفلر، یا مردانہ انداز میں چادر اوڑھنا وغیرہ بھی درست نہیں۔

ریشم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مردوں کیلئے ریشم حرام قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

دسمبر 1996 میں وزیر اعلیٰ جب علامہ اقبال میڈیکل کالج کی تقریب میں آئے تو مستقبل کے ڈاکٹر ہیجڑوں کے روپ میں وزیر اعلیٰ سے ویلیں لیتے رہے

ریشمی لباس صرف عورتوں کیلئے حلال ہے لہٰذا مرد اگر ریشم پہنے تو عورت کی مشابہت ہے۔ اسی طرح سلک کے کپڑے یا دیگر چمکیلے، نرم وملائم، شوخ رنگ، پھول دار کپڑے بھی عورت کیلئے خاص ہیں مرد کیلئے نہیں۔

زعفرانی رنگ

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابہ کو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: یہ کافروں کا لباس ہے۔ اسے مت پہنو (صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اسے جلا دو۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس)

لہٰذا مرد کیلئے زعفرانی یعنی پیلے، اورنج، زرد یا کیسری رنگ کے کپڑے پہننا حرام ہے۔ عرب معاشرے میں دلہنوں کو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنائے جاتے تھے۔ گویا یہ خواتین کا مخصوص رنگ تھا۔ نیز عورتیں زعفرانی رنگ سے خوشبو اور بناؤ سنگھار کی چیزیں بھی تیار کرتے تھیں، جو رنگ کسی معاشرے میں عورتوں کے رنگ کے طور پر مشہور ہوا سے مرد پہنے تو یہ عورت کی مشابہت ہوگی جیسے ہمارے ہاں لال اور گلابی رنگ خواتین کیلئے مخصوص ہے۔

ٹوپی اور چادر

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اوڑھنی اوڑھ رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس ایک ہی پیچ رکھو، دو پیچ نہ کرو۔ ابو داؤد اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ مردوں کی طرح سر پر دوبارہ نہ لپیٹیں، تاکہ مردوں سے مشابہت نہ ہو۔ (حوالہ ابو داؤد، ترمذی)

معلوم ہوا کہ عورت کو چادر اس انداز سے نہیں اوڑھنی چاہئے کہ وہ پگڑی کے کپڑے کی طرح سمٹی سمٹی یا دوہری تہری تہہ پر مشتمل ہو۔ نہ ہی اسے سر پر سے دوبارہ گزارنا چاہئے جیسا کہ پگڑی کو اوپر نیچے چکر دیکر باندھا جاتا ہے۔ ٹوپی پگڑی عمامہ اور مفلر خالصتاً مردوں کا پہناوا ہے۔ عورت جب یہ چیزیں پہنے گی تو اس میں مرد کی مشابہت ہوگی۔ دوپٹہ یا چادر عورت کا خاص لباس ہے۔ لہٰذا اگر مرد عورتوں جیسی پھولوں والی ریشمی، گوٹے کناری سے آراستہ چمکیلی چادر یا دوپٹہ عورتوں کے انداز میں اوڑھے تو یہ درست نہیں۔

تهه بند، شلوار، پائجامه

مردوں کیلئے فرمان نبوی ﷺ ہے تہہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ دوزخ میں ہے۔ (صحیح

بخاری)

مسلمان کا تہہ بند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے اورٹخنوں تک بھی ہو جائے تو گناہ نہیں۔اور جوشخص تکبر کے ساتھ اپنے تہہ بند کو نیچے لٹکا تا ہے۔ اللہ پاک اس کو نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ (ابوداؤد،مسند احمد) ام المومنین ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ عورت اپنا ازار ٹخنے سے کتنا نیچے لٹکائے آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بالشت،ام سلمہؓ نے کہا اس طرح تو اس کے پاؤں نظر آئیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر دو بالشت کرلو(ابو داؤد،ترمذی حسن صحیح) معلوم ہوا کہ اگر مرد فیشن یا تکبر کے طور پر ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکا تا ہے تو یہ عورت سے مشابہت ہے اور اگر عورت اپنا کپڑا ٹخنے تک رکھتی ہے تو یہ مرد سے مشابہت ہے۔

جوتے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ نے عرض کیا کہ جو عورتوں کا مردانہ ساخت کے جوتے پہننا کیسا ہے۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا فرمایا: رسول اللہ نے مردوں کی عادات اور لباس مین مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔(سنن ابی داؤد)

معلوم ہوا کہ عورت کو جوتا پہننے میں بھی مرد سے مشابہت نہیں کرنی چاہئے۔دور حاضر میں مرد خواتین کھسے، سینڈل گرگابی، بوٹ، جوگر، چپل، سلیپر ایک سے ہی استعمال کرتے ہیں انمیں سے کچھ تو واقعی دونوں کیلئے یکساں ہیں لیکن کئی اقسام صرف زنانہ یا مردانہ بھی ہیں۔کہا جاتا ہے کہ تو مردانہ اور زنانہ دونوں میں چلتا ہے۔لیکن یہ رواج کس نے پھیلایا، جوتے پہننے والوں نے یا بنانے والوں نے؟ عورت کیلئے ایڑی والے جوتے پہننا بھی درست نہیں لیکن مرد پہنے تو یہ بدرجہ اولیٰ درست نہیں۔

زیور

عورت کیلئے ہر قسم کا زیر جائز ہے بشرط یہ کہ وہ اس کی غیر مردوں میں نمائش نہ کرے اگر وہ سونے اور چاندی کے تو حد نصاب میں ہونے پر اس کی زکوٰۃ ادا کریں۔جس زیور میں گھنٹے یا گھنگرو ہوں اس کا پہننا درست نہیں۔مرد کیلئے زیور قطعی حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں مرد کیلئے زیور کی نفی کی اور عورت کی خاص علامت کے طور پر ذکر کیا۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ میں ریشم لیا اور بائں ہاتھ میں سونا۔اور فرمایا میری امت کے مردوں پری دونوں چیزیں حرام ہیں۔(ترمذی،ابو داؤد، صحیح مسلم) مرد کیلئے سوائے چاندی کی انگوٹھی کے اور کوئی زیور بھی جائز نہیں،سونے چاندی کا نہ پیتل اور لوہے کا، نہ کاغذ یا پھولوں کا، نہ پلاسٹک نہ شیشے کا، نہ کوڑیوں نہ سیپیوں کا، نہ پھتروں نہ ہیروں کا زیور پہننا کیونکہ مرد کی خوبی ہے اس لئے عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو تاکید کرتے تھے کہ اگر میسر ہو تو ایک عدد زیور ضرور پہنے چاہئے وہ پیتل کا چلا ہی کیوں نہ ہو۔(از فقہ عمر رضی اللہ) دور حاضر میں مردوں میں سونے کی زنجیر، لاکٹ بالیاں، رنگا رنگ انگوٹھیاں، کڑے، چوڑیاں اور کوکے پہننا عام ہو گیا ہے جس کی وجہ ہے کہ دور حاضر میں تقلید صرف ناچنے اور کھیلنے والوں کی کی جاتی ہے۔اس قبیل کے لوگ ہر قسم کے زیورات زنانہ لباس اور زنانہ آرائش کے دلدادہ ہوتے ہیں۔بلکہ یہ سب ان کے راگ رنگ اور کھیل کا حصہ ہیں۔ایسے لوگ سرتاپا،گناہ اور بے حیائی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ غرق کر رہے ہیں۔لہٰذا ان کی تقلید حرام ہے۔

گھڑی کا چین

علماء وفقہا اس بات پر متفق ہیں کہ مرد گھڑی کا چین سونے کا نہیں پہن سکتا کیونکہ سونا اس پر حرام ہے اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے اور حرام چیزیں یعنی سونے کی مشابہت اور عورت کی مشابہت سے بچنے ،بعض علماء نے ایسی گھڑی پہننا بھی مکروہ سمجھا ہے جس کا چین سنہری رنگ کا ہو گو یا سونا نہیں لیکن دیکھنے اور دکھانے کے لحاظ سے سونا محسوس ہوتا ہے۔

انگوٹھی

مرد کیلئے صرف چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جواز ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ایک وقت میں ایک انگوٹھی پہنی اور وہ بھی ضرورت کے طور پر۔تب انگوٹھی مہر کا کام دیا کرتی تھی،انگوٹھی پہننے سے آپ کا مقصد زیب وزینت نہیں تھا اس لئے آپ انگوٹھی کا نگینہ اندر کی طرف رکھتے تا کہ اس کی آرائش نظر نہ آئے تا کہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

پھولوں کے ہار یا گجرے

مختلف تقریبات پر پھولوں یا چمکیلے کاغذوں سے بنے ہوئے ہار یا گجرے مہمانوں کو پہنائے جاتے ہیں۔آرائش، زیور اور بناؤ سنگھار صرف عورتوں کیلئے ہے۔مرد کیلئے نہیں اس لئے اگر مرد یہ ہار یا گجرے پہنے تو عورت کی مشابہت ہوگی۔

میک اپ

اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن سے عورتیں

اپنے چہرے کی آرائش کرتی ہیں۔ یہ آرائش صرف عورتوں کیلئے بھی صرف اس حد تک درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت میں تبدیلی نہ ہو۔ اگر تبدیلی کردی جائے تو یہ سخت ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھنویں بنانے والی اور بھنویں سنوارنے والی، دانتوں میں سوراخ کرنے اور کرانے والی، جسم کو گودنے اور گدوانے والی اور بالوں کے ساتھ بال ملانے والی عورت پر لعنت ہے۔ (صحیح مسلم و بخاری)

بازار میں آج کل میک اپ کی سینکڑوں چیزیں دستیاب ہیں جن میں سے کچھ تو عورت کیلئے ممنوع ہیں، مردوں کیلئے انمیں سے سرمہ لگانا، تیل لگانا، کنگھی کرنا یا خوشبو لگانا درست ہے۔ خوشبو عورت کیلئے بھی جائز ہے لیکن مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق رکھا گیا ہے اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو پاؤڈر کریمیں لوشن یا خوبوئیں رنگ چھوڑتیں ہیں مرد کیلئے ان کا استعمال ممنوع ہے۔ عورت اگر تیز خوشبو استعمال کرے اور پھر اس کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عورت ایسی ایسی ہے یعنی زنا کار ہے۔ آپ ﷺ نے مردوں کیلئے زعفران کا خلوق (جس خوشبو میں زعفران ہو) لگانا منع کیا ہے۔ آپ ﷺ ایسے مرد سے نہ مصافحہ کرتے نہ بات، اور فرمایا بے شک فرشتے کافر کے جنازے پر بہتری لیکر نہیں جاتے اور نہ ہی اس شخص کے پاس جس نے زعفران لگایا ہو۔ (سنن ابی داؤد) ایک شخص اپنے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگایا کرتا اور نسوانی انداز اپناتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے مدینے سے باہر نقیع کی چراگاہ میں بھجوادیا تھا صحابہ نے عرض کیا کیا ہم اس کو قتل نہ کردیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے (سنن ابی داؤد) معلوم ہوا کہ مرد رنگ اور روغن والی کوئی چیز استعمال نہیں کرسکتا نہ ہاتھ پر نہ پاؤں پر نہ ناخنوں پر نہ چہرے پر۔

مہندی

البتہ کالے رنگ کے علاوہ مہندی یا کسی اور چیز سے داڑھی اور سر کے بال رنگ سکتا ہے۔ یاد رہے کہ کالے رنگ کی مہندی کا استعمال عورتوں کیلئے بھی درست نہیں۔

مردوں میں بننے سنورنے کا رجحان

آج کل مردوں میں بننے سنورنے کا رجحان عورتوں سے بھی زیادہ ہے دلہا کیلئے بھی اسی طرح کے بیوٹی پارلر بن گئے ہیں جس طرح عورتوں کیلئے ہیں۔ شادی پر جس طرح سسرال دلہن کیلئے میک اپ کا سامان لاتے ہیں اسی طرح دلہا کے سسرال بھی اس کیلئے میک اپ کا سامان لاتے ہیں۔ صحابہ کرام مردوں کو عیش کوشی سے بچنے اور کھردرے کپڑے پہننے کی تلقین کیا کرتے تھے اور مردوں میں بننے سنورنے کے رجحان کو عورتوں سے مشابہت خیال کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مردوں کو تلقین کرتے کہ زیب و زینت کی چیزیں اور نرم و ملائم کپڑے عورتوں کیلئے رہنے دو بلکہ آپ اسے قابل سزا جرم سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ابو زوئب نامی شخص کے بارے میں سنا کہ وہ بہت خوبصورت ہے اور بنا سنورا رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بصرہ کی طرف شہر بدر کردیا اسی طرح آپ ﷺ نے حیدۃ السلمی نامی شخص کو بھی اسی وجہ سے شہر بدر کردیا تھا (فقہ عمر بحوالہ فتح الباری)

مردوں کا بال بنانا

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے سر پر بال پیدا کئے جو اس کیلئے خوبصورتی کا باعث ہیں لیکن بالوں کی تراش خراش اور آرائش خود انسان کی اپنی پسند کی پابند ہے اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد اور عورت دونوں کے بالوں کی تراش خراش اور آرائش میں خاصہ فرق ہے۔

بال کٹانا

عورت کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے بال کٹائے اور مرد کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ دورت کی طرح بال بڑھائے یا ان کی طرح چٹیا بنائے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ حج اور عمرے کے بعد بال کٹوائے یا منڈوائے لیکن عورت کیلئے کان کے پچھلے حصے کے صرف چند بال کاٹنے کا حکم دیا۔ آج کل خواتین میں بال کٹوانے اور مردوں میں بال بڑھانے کا رجحان روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔

عورتیں بال کٹوانے کا جواز تلاش کرنے کیلئے ایری چوٹی کا زور لگا رہیں گویا صنف مخالف کی کوششیں بڑھتی جارہی ہیں مرد بال جتنے بھی لمبے رکھے اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ گاہے گاہے کٹواتا رہے تاکہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔ اور انہیں لمبائی میں برابر رکھے۔ بعض جگہوں سے بال کاٹنا یا مونڈنا مردوں کیلئے درست نہیں جیسا آج کل بال مونڈھ کر پیالہ سا بنایا جاتا ہے اس طرح کا فیشن ممنوع ہے۔

عورتوں کا بال بنانا

عورت بال گوندتی ہے، چٹیا بناتی ہے پنیں اور کلپ وغیرہ لگا سکتی ہے لیکن مرد کیلئے ایسا کرنا عورتوں کی مشابہت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک

دن چھوڑ کر کنگھی کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مشکوٰۃ) لہٰذا لڑکوں یا لڑکیوں کا کنگھی شیشہ جیب میں ڈالے بار بار بال درست کرنا محل نظر ہے۔ ویسے ماہرین نفسیات نے اسے خود لذتی جیسے خطرناک مرض کی واضح علامت قرار دیا ہے۔

بالوں کی نمائش کرنا

عورت کیلئے بالوں کی نمائش نا محرم کے سامنے ممنوع ہے کیونکہ یہ اس کی نسوانیت کا حصہ ہے لیکن مرد کیلئے ایسا کوئی حکم نہیں کہ دوران نماز یا دوران طواف بھی اپنے بال مکمل طور پر چھپائے رکھے۔ لیکن مرد بال ننگے رکھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ (صحیح مسلم) اور دوران حج اس کیلئے سر ڈھانپنا ممنوع ہے۔

مردوں کا داڑھی صاف کرنا

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ایک ایسے شخص کے ساتھ جس کی داڑھی نہیں تھی اپنے ایک دوست سے ملنے اس کے مکان پر گئے دوست گھر پر نہیں تھا۔ ان کے چار پانچ سالہ بچے نے دوروازہ کھول کر مردانے میں بٹھایا۔ مولانا نے بچے کو بلایا لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا جب کہ ساتھ والے شخص کے بلانے پر وہ اس کے پاس چلا گیا اس نے مذاقاً کہا دیکھئے مولانا صاحب داڑھی سے بچے بھی ڈرتے ہیں اس لئے یہ آپ کے پاس نہیں آیا مولانا برجستہ کہا اصل بات یہ ہے کہ داڑھی نہ ہونے کی وجہ سے تمہاری شکل اس کی ماں سے ملتی ہے اس لئے وہ تمہارے پاس آ گیا۔ (چٹان 15 جنوری 1962 عطاء اللہ شاہ بخاری)

مولانا نے یہ بات ازراہ مذاق نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر کہی ہے مرد جب داڑھی منڈواتا ہے تو وہ عورت اور مرد میں قائم رکھنے والے ظاہری امتیاز کو ختم کرتا ہے۔ تاکہ وہ مکمل عورت نظر آئے داڑھی مرد اور عورت میں اللہ کی پیدا کردہ فطری یا خلقی حد امتیاز ہے یہی وجہ ہے کہ یہ تمام انبیاء کا متفقہ اور پسندیدہ شعار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خصوصاً اپنے امت کے مردوں کو حکم دیا کہ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ (بخاری و مسلم) اگر مرد بھی داڑھی سے بے نیاز ہو جائے تو میاں بیوی میں چہرے کی ساخت کے لحاظ سے کونسی حد امتیاز ہوگی۔ ایران کی آتش پرست قوم مجوسی اپنے چہرے کو زنانہ ساخت کا کرنے کیلئے اللہ کے دئے ہوئے مردانہ حسن کو چھیل کر پھینک دیتے ہیں چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایرانی بادشاہ کے ہرکارے آئے اور ان کو آپ ﷺ نے بغیر داڑھی کے عورتوں کی شکل مین دیکھا تو نفرت سے دوسری طرف منہ پھیرلیا اور دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا ہم کو ہمارے بادشاہ کسری نے یہ حکم دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ تمہاری گردنیں اتار دی جاتیں۔ عورتوں کی شکل و شباہت اختیار کرنے کیلئے جس قوم نے سب سے پہلے داڑھی منڈوانا شروع کی وہ اہل سدوم ہیں جو خالص زنانہ حرکات اختیار کرتے اور اپنی صنفی خواہش عورتوں کی بجائے مردوں سے پوری کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر ان کے گناہوں کی پاداش میں پتھروں کی بارش کی اور ان کی بستی تباہ کر دی۔ اور حالت یہ ہوگئی کہ بزبان قرآن حکیم وجعلنا عالیھا سافلھا (ہود)

ترجمہ: کہ ہم نے اس کے اوپر کے حصے کو اسکا نچلا حصہ بنا دیا۔

چنانچہ یہ جگہ آج بھی اس عبرت انگیز جرم اور اس پر سزا کا منظر بحر مردار (Dead Sea) کی صورت میں پیش کر رہی ہے۔ یہ سمندر عام سطح سمندر سے بھی تیرہ سو فٹ نیچے واقع ہے۔ اس مغضوب قوم کے مسکن بحر مردار میں انسان تو کیا مچھلی سمیت کوئی بھی جانور زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی پودا اگتا ہے، دریائے اردن یا بعض دوسرے نالے جو اس میں آ کر گرتے ہیں اپنے ساتھ جو مچھلیاں بہا کر لاتے ہیں وہ اس سمندر میں گرتے ہی مر جاتی ہیں۔ اس کے پانیمیں زہریلے مادوں اور نمکیات کی مقدار عام سمندروں میں موجو نمکیات کی نسبت 18 فیصد زیادہ ہے (جہاندیدہ مولانا تقی عثمانی) بظاہر جنس مخالف کی مشابہت جیسے بے ضرر عمل کی انتہا کتنی خطرناک، مہلک اور جنسی بے راہ روی پر ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ

گفتگو میں مشابہت

دنیا کی ہر زبان اور معاشرے میں مرد اور عورت کی زبان اور روز مرہ میں فرق ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ جو خواتین اور مرد صنف مخالف سے مشابہت کے مریض ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کے مخصوص محاورات اور الفاظ بھی اڑا لیتے ہیں چنانچہ عورتیں اور لڑکیاں ارے یار! چھوڑو یار! کا عام استعمال کر رہی ہیں جو کہ خالص مردانہ انداز ہے بلکہ شرفاء کے ہاں تو یہ لفظ مردوں کیلئے بھی ناشائستہ سمجھا جا رہا ہے۔ اردو میں مونث کیلئے لفظ سہیلی ہے لڑکیوں اور خواتین میں سہیلی کا لفظ متروک ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس کی جگہ دوست نے لے لی ہے۔ جو خالص مردانہ لفظ بھی ہے اور مذکر ہی کیلئے ہیت۔

اس اصطلاح کے عام ہونے کی وجہ انگلش سے مرعوبیت بھی ہے۔ انگلش کا گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ ہمارے ہاں دوست کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سہیلی میں جو اپنائیت، اخوت اور انداز ہمدردی پایا جاتا تھا وہ بھی مفقود ہو چکا ہے۔ خواتین کی اخواتین کو اپنا دوست کہنے تک بات رہتی تو پھر بھی کچھ معقولیت تھی لیکن مخلوط تعلیم نے ننھے ننھے بچوں کی زبان پر صنف مخالف کیلئے میری دوست یا میرا دوست کا لفظ چڑھا دیا ہے۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ کسی لڑکی کا لڑکے اور کسی لڑکا کسی لڑکی کو اپنی دوست کہنا قابل گردن زنی سمجھا جاتا تھا۔

صنف مخالف کی ضمیریں استعمال کرنا

لڑکوں میں اپنے لئے ضمیر مونث کا استعمال اور لڑکیوں میں مذکر ضمیر کا استعمال عام رواج بن چکا ہے۔ حالانکہ صنف مخالف کی ضمیر استعمال کرنا مشابہت ہی کی ایک قسم ہے جو عام گفتگو میں درست ہے۔ نہ تحریر میں۔ تحریر میں اپنی صنف چھپانے کا یہ انداز سفید جھوٹ بھی ہے دھوکا بھی اور مکروہ بھی ہے ستم تو یہ ہے کہ ادیب وشاعر حضرات نے بھی مشابہت کی اس قسم کو اپنے ہاں روا رکھا ہے۔ خود کو مونث بنا کر محبوب سے اظہار عشق کرنا شاعری کی مشہور صنف ہے جس پر کئی شاعروں نے طبع آزمائی کی ہے۔ پنجابی اور اردو ادب میں اس کے بہت سے نمونے ہیں۔ شاعری میں خود کو مونث ظاہر کر کے خیالی یا حقیقی محبوب سے عشق لڑانے کی اگر تحلیل نفسی کی جائے تو پتہ چلے گا کہ اس کے ڈانڈے بھی ہم جنس پرستی سے ملتے ہیں۔ عورتیں شاعری میں اکثر اپنے لئے مذکر ضمیر استعمال کرتی ہیں گویہ شاعری کے ایک مہذب انداز کی شکل ہے اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے لیکن اگر خواتین اپنے لئے ایسا صیغہ استعمال کریں جس سے ان کی صنف کا پتہ نہ چلے تو یہ زیادہ بہتر ہے عورت کا اپنی نسوانیت کا اظہار کر کے غزلیہ شاعری کرنا حیا کے منافی ہے۔ لیکن مذکر ضمیر سے اس پر جھوٹ کا شائبہ ہو سکتا ہے جب کہ ہم ضمیر میں ان دونوں صورتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

نسوانی لہجہ

اللہ تعالیٰ نے جو لہجہ عورت کو عطا کیا ہے اس میں مٹھاس اور موسیقیت پائی جاتی ہے جب کہ مرد کے لہجے میں تحکم پایا جاتا ہے۔ دور حاضر میں نوجوان لڑکوں میں اپنے لہجے کو جان بوجھ کر خواتین کی طرح شیریں اور لوچ دار بنانے کی وباء عام ہے۔ اسی مصنوعی لہجے کے بل پر وہ اجنبی خواتین کو ٹیلی فون کر کے خود کو لڑکی ظاہر کر کے تنگ کرتے ہیں جو سراسر دھوکہ اور بے حیائی ہے۔ تصنع کے ساتھ نسوانی لہجہ اختیار کرنا بھی صنف مخالف کی مشابہت ہے۔

صنف مخالف کے مخصوص کام کرنا

جو کام یا انداز خالصتاً مردوں کے ہیں انہیں عورت کیلئے اپنانا درست نہیں۔ چنانچہ رسول ﷺ کے سامنے ایک عورت ام سعید بنت جہل کمان لٹکائے گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں لعنت فرمائیں ہے۔ (طبرانی) یوں معلوم ہوا کہ ہتھیار باندھنا، ہتھیار اٹھانا اصلا مرد کا کام ہے۔ عورت بوقت ضرورت ہتھیار چلا سکتی ہے لیکن مردوں کی طرح بلاضرورت کندھے پر بندوق یا پستول یا تیر کمان لٹکائے چلنا، مردوں کی مشابہت ہے نیز دیگر تمام کام جو مرد سے متعلق ہیں عورت ان میں سے حصہ لینے سے گریزہی کرتے تو یہ بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بیرون خانہ ذمہ داریاں مرد کے سپرد کی ہیں لہٰذا وہ پابند ہے کہ باہر کے تمام کام کرے۔ اس لئے جب عورت گھر سے نکل کر دفتر میں ملازمت کرتی ہے کوئی ٹیکنیکل کام کرتی ہے، انجینئر بنتی ہے، ائیر ہوسٹس بنتی ہے، سیلز گرل بنتی ہے تو یہ مرد کی مشابہت ہے۔ اور اس کے جوہر نسائیت کی قاتل بھی البتہ اگر واقعتا مجبوری ہو تو عورت کمانے کے وہ طریقے اپنا سکتی ہے جن میں اس کا اجنبی مردوں سے واسطہ نہ پڑے یا بہت کم پڑے، اسے گھر سے باہر نہ نکلنا پڑے۔ اور اگر گھر سے نکلنا بھی پڑے تو پورے ستر و حجاب سے نکلے۔ عورت کے اوپر اللہ تعالیٰ نے ستر حجاب کی پابندی عائد کی ہے اگر وہ خود کو اس پابندی سے آزاد کر لیتی ہے تو یہ مرد کی مشابہت ہے۔ ایسے تمام کام جن کا تعلق ملکی شہری نظم ونسق سے متعلق ہے مثلاً کونسلر، گورنر، وزراء، صدر وغیرہ سب اللہ تعالیٰ نے مرد کے ذمے کئے ہیں اگر عورت عملاً ان میں حصہ لیتی ہے تو یہ مرد کی مشابہت ہے البتہ وہ تحریراً یا زبانی ان امور میں مشورہ دے سکتی ہے۔

بچے، والدین اور صنف مخالف کی مشابہت

بچے کیا ہیں؟ والدین کے ہاتھ میں ایک نرم و نازک کونپل جس کی زندگی کے مقاصد کی جہت کا تعین کرنے میں والدین یا مربین کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ رسول ﷺ نے اس کی وضاحت میں فرمایا۔ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہ والدین ہیں جو عیسائی ، یا یہودی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم) ماہرین نفسیات اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بچے کی تربیت میں اس کے ابتدائی دس سال بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جو بات اس عمر میں اس کے ذہن میں بیٹھ جائے یا جو عادت وہ اس عمر میں اپنا لے وہ اس کی شخصیت کا مستقل حصہ بن جاتی ہے۔ جس سے آئندہ زندگی میں اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے۔ دور حاضر میں والدین بچوں کو لباس، زیور، یا جوتے وغیرہ پہنانے میں یا آداب سکھاتے ہوئے اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ لڑکی یا لڑکے کو صرف اس کی صنف ہی کی عادت یا شکل و شباہت کا مالک بنانے کی کوشش کی جائے۔ اگر ان کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کی جائے تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو ابھی بچہ ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ بچہ ہے اور از خود اپنے ارادے سے وہ جو غلط عمل کرتا ہے اس پر اسے کوئی باز پرس نہیں ہوگی لیکن اس بچے کو کپڑے، جوتے پہنانے اور کھلانے، سلانے اور آداب سمجھانے کے ذمہ دار تو بچے نہیں ہیں۔ والدین بچے کو جس شخصیت اور کردار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں اس کیلئے مطلوبہ محنت کرنا لازمی ہے۔ ورنہ نتیجہ حاصل نہیں ہوگا۔ نیز صنف مخالف کی مشابہت پر جو سزا سنائی گئی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ غفلت اتنی ہلکی نہیں جتنا آجکل کی ماں اسے سمجھ رہی ہے۔

بعض والدین خوش محبت میں اپنی بیٹیوں کو بہادر ثابت کرنے کیلئے اپنا بیٹا سمجھ کر اس کی تربیت کرتے ہیں بات بات پر یہ بیٹی تو میرا بیٹا ہے کہہ کہہ کر اس کے شعور میں مردانہ خیالات و جذبات ابھارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ مردانہ عادات اور چال ڈھال یا لباس کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اسی طرح بعض لڑکوں کو والدین بچپن ہی

> لڑکوں اور لڑکیوں کا کنگھی شیشہ کا بار بار استعمال بھی محل نظر ہے اور ویسے ماہرین نفسیات نے اسے خود لذتی جیسے خطرناک مرض کی واضح علامت قرار دیا ہے

سے لڑکیوں کی طرح پرورش کرتے ہیں یا وہ لڑکیوں میں پلتے ہیں تو انہیں مردانہ عادات سکھانے پر کوئی محنت نہیں کرتے اگر میسر نہ ہو اور بچوں کو مجبوراً صنف مخالف کے کپڑے وغیرہ پہنائے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جب والدین جیب سے خرچ کر کے پورا بازار گھوم پھر کر اپنی پسند سے لڑکی کیلئے پینٹ، جینز یا جوگر خریدتے ہیں یا لڑکے کیلئے فراک اور چوڑی دار پاجامے خریدتے ہیں اسے انگوٹھی اور لاکٹ پہناتے ہیں تو یہ مجبوری نہیں صرف شوق ہے بعض خواتین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے تو وہ کہتی ہیں کہ فلاں نے تحفہ دیا تھا ہم نے تو نہیں خریدا یا پسند تو ہمیں بھی نہیں۔ عرض ہے کہ کسی کا ہدیہ ہم استعمال کریں یا نہ کریں ہمارا اپنا اختیار ہے نیز ہم احسن طریقے سے تحفہ دینے والے کو سمجھا کر امر بالمعروف کا فریضہ بھی ادا کر سکتے ہیں اگر ہدیہ ملے تو ایسے کپڑے بچوں کو نہ پہنائے جائیں اور اپنا موقف عملاً واضح کر دیا جائے تو دینے والے خود ہی محتاط ہو جاتےہیں۔ صنف مخالف کی مشابہت سے اپنے بچوں کو دور رکھنے میں والدین خود تو چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جب انہیں کسی تعلیمی یا تربیتی ادارے کے سپرد کیا جاتا ہے تو اس وقت بھی ملحوظ نہیں رکھا جاتا کہ یہ ادارہ بچے کی تربیت، آداب یا یونیفارم میں اسلام پر کاربند ہے بھی یا نہیں؟ صنف مخالف کی مشابہت اختیار کرنے کی عملی تربیت دینے میں اکثر ادارے پیش پیش ہیں۔ وہ آئندے نسل کو ٹیبلو شو اور ڈراموں میں ہیر رانجھا اور سسی پنوں بننے کی ایکٹنگ سکھاتے ہیں۔ یہی فن جب بڑی عمر میں پختگی حاصل کر لیتا ہے تو یہ لوگ آرٹسٹ، فنکار، عوام کی خدمت کرنے والے، حکومت کے چہیتے اور اہل وطن کے آئیڈیل قرار پاتے ہیں گایا جس کام کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت کا مستحق ٹھہرایا ہے اسی ملعون کام کی بنا پر ان لوگوں کی عزت کی جاتی ہے۔ اس وقت میرے سامنے نوائے وقت ۲ دسمبر ۱۹۹۶ میں دی گئی ایک تصویری خبری ہے جس میں بتایا گیا کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کی ایک تقریب میں طلبہ ہیجڑوں کے لباس میں وزیر اعلیٰ سے ویلیں لے رہے ہیں۔ نوجوان لڑکوں کی اعلیٰ صلاحیتوں کو برباد کرنے کی یہ مشق تقریباً ہر تربیتی ادارے میں ہو رہی ہے۔ اور والدین ان اداروں کو اپنی خون پسینے کی فیس ادا کر کے جانتے بوجھتے اپنے بچوں کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(بشکریہ "طیبات")